

حضرت فاطمہ الزہراء پندرہویں قسط

<"xml encoding="UTF-8?">

گزشتہ مضمون میں ہم جناب سیدہ سلام اللہ علیہا پر بات کرتے ہوئے احد کے میدانِ جنگ اور وہاں سے واپسی تک پہنچے تھے۔ گوکہ وہ شفیق دادا سید الشہداء حضرت حمزہ (رض) کو کھو چکی تھیں اور ان کا وہ کلیجہ بھی دیکھ چکیں تھیں جو کہ معاویہ کی والدہ ہندہ نے چبایا تھا کیونکہ اس وقت یہ پورا خاندان حالتِ کفر میں اور کٹر اسلام دشمن تھا۔ پھر ان (رض) کی مسخ شدہ میت بھی دیکھی تھی نیز اپنی دادی حضرت صفیہ (رض) کے ساتھ ان کی نمازِ جنازہ بھی پڑھی۔ مگر انہوں (رض) نے حوصلہ نہیں ہارا اور ایک سچی مومنہ کی طرح خدا کا شکر ادا کیا کہ اس نے ان کے سر پر والدِ محترم (ص) کا سایہ قائم رکھا اور دشمنوں کی اڑا ئی ہوئی خبر غلط ثابت ہوئی۔ نہ صرف والد (ص) بلکہ ان کے سر تاج بھی زندہ اور سلامت واپس تشریف لائے۔ جبکہ وہ اس سے بے خبر تھیں کہ قدرت ایک اور امتحان لینے والی ہے، ابھی وہ خون آلودہ تلوار میں دھو بھی نہ پائیں تھی ایک اور مرحلہ پیش ہو آگیا کہ کسی مخبر نے خبر دی ابو سفیان مکہ معظمہ جانے والے راستے پر مکہ اور مدینہ کے درمیان میں ٹھہرا ہوا ہے اور وہ مدینہ پر دو بارہ حملہ کر نے کا منصوبہ بنا رہا تا کہ اسلام کو ہمیشہ کے لیئے نیست و نابود کر دیا جائے۔ لہذا حضور (ص) نے پھر ان ہی زخموں سے چور مجاہدین کو طلب فرما لیا، جو کہ زخموں اور تھکن سے پہلے ہی نڈھال تھے اور بہت سے تو ایسے تھے کہ ابھی چلنے کے قابل بھی نہیں ہوئے تھے۔

لیکن قرونِ اولیٰ کے ان مسلمانوں (رض) کا جذبہ اطاعت تو دیکھیئے کہ وہ اسی حالت میں نکل آئے اور حضور (ص) اور حضرت (علی) (رض) نے پھر حضرت سیدہ سلام اللہ علیہا سے رخصت چاہی اور میدانِ جنگ کے لیئے روانہ ہو گئے۔ مدینہ سے چل کر احمر الا سد پہنچ کر مقیم ہو گئے۔ اس جہاد کی عجیب بات یہ تھی کہ حضور (ص) نے یہ شرط لگا دی کہ آج میرے ساتھ صرف وہی لوگ جائیں گے جو احد میں میرے ساتھ تھے! عبد اللہ بن ابی سلول نے اپنی کل کی حرکت پر معذرت کی اور اپنے تین سو ساتھیوں کی تا زہ دم فوج کے ہمراہ چلنے کی اجازت چاہی، مگر حضور (ص) نے اجازت نہیں دی۔ اس دن صرف ایک شخص کو اجازت دی گئی جو بنی اشہل میں سے تھے اور غزوہ احد میں شامل نہیں تھے۔ کیونکہ ان کا عذر معقول تھا کہ ان کے والد (رض) نے کہا کہ تم ابھی کم سن اور نا تجربہ کار ہو، میری سات بیٹیاں بھی ہیں لہذا مجھے جانے دو میں تم سے بہتر لڑونگا تم انکی حفاظت کے لیئے رک جاؤ۔ پھر وہ اپنے بڑے بیٹے کو لیکر میدانِ جنگ میں تشریف لے گئے اور شہید ہو گئے۔

اب چونکہ والد حیات نہ تھے جن کی حکم عدولی کا خطرہ ہو تا وہ آزاد تھے۔ مگر مشکل یہ تھی کہ ان کے پاس سواری نہ تھی۔ ان کے ایک بھائی جو کل کی جنگ میں شریک تھے اور بری طرح زخمی تھے اور وہ بھی ارشادِ رسول (ص) کی تعمیل میں میدانِ جنگ کے لیئے جانے پر مصر تھے۔ لہذا انہوں (رض) نے اس کا حل یہ نکالا کہ انہوں نے اپنے اس زخمی بھائی (رض) کو کاندھوں پر اٹھا لیا اور روانہ ہو گئے گوکہ کچھ تاخیر سے پہنچے لیکن وہ بھی اس وقت حضور (ص) کے قدموں میں جا پہنچے، جبکہ اس وقت تک وہ (ص) مدینہ منورہ سے آٹھ میل دور احمر الا سد میں قیام پذیر ہو چکے تھے۔ حضور (ص) تین دن تک وہاں تشریف فرما رہے مگر یہ اس فوجی حکمت عملی کا اثر اور معجزہ فتح با لربع کا کرشمہ تھا جو کہ ابوسفیان کو مدینہ کی طرف پیش قدمی کر

نے کی ہمت نہیں پڑی۔

اسی دوران حضرت معبد خزاعی (رض) جنہوں نے ابھی تک کسی وجہ سے اپنے مسلمان ہو نے کا باقاعدہ اعلان نہیں فرمایا تھا، جبکہ وہ ایمان لا چکے تھے۔ حضور (ص) کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور احد کے واقعات پر افسوس کا اظہار فرمایا۔ پھر فرمایا کہ مجھ سے جو اب بن پڑے گا میں کرونگا آپ مجھے صرف اجازت مرحمت فرمادیں؟ حضور (ص) نے اجازت مرحمت فرمادی۔ تو وہ ابو سفیان کے پاس پہنچے اور اس سے پوچھا کہ یہاں کس ارادے سے ٹھہرے ہوئے ہو؟ اس نے کہا کہ میرا ارادہ یہ ہے کہ میں اب اسلام کو ختم کر کے ہی جاؤں گا، کیونکہ اس سے بہتر موقعہ پھر نہیں ملے گا کہ تمام مسلمان اس وقت زخمی ہیں۔ مگر میری سمجھ میں یہ نہیں آرہا ہے کہ وہ (ص) احمر الاسد میں آکر رک گئے ہیں، نہ آگے بڑھ رہے ہیں کہ جنگ ہو نہ واپس جا رہے ہیں کہ میں تعاقب کروں۔ میں اس عجیب صورتِ حال کو سمجھ نہیں پارہا ہوں کہ ایک شکست خوردہ فوج ایک فاتح فوج کے تعاقب میں کیسے آسکتی ہے جبکہ زخموں سے چور چور بھی ہو؟ انہوں (رض) نے جواب دیا کہ اس بھلائے میں مت رہنا وہ لوگ جواحد میں شامل نہیں ہوئے تھے اور ان کے عزیزو اقارب وہاں شہید ہوئے ہیں، انتہائی غضب ناک ہیں اور وہ کسی آن تمہیں چاروں طرف سے گھیر لیا چاہتے ہیں کیونکہ وہ احد کا بدلہ لینے کے لیئے بیچین ہیں اور وہ لے کر رہیں گے۔ ابو سفیان ہمیشہ سے ایک پست ہمت انسان تھا جبکہ بدر میں تمام سرداران کفار کے مارے جانے کے بعد قدرت نے اس کو سردار بنا دیا تھا۔ لہذا اس نے بھاگنے کی ٹھانی پہلے اپنے قریبی ساتھیوں سے مشورہ کیا، صفوان بن امیہ جس کا اس کے بعد دوسرا نمبر تھا وہ بھی واپسی پر اڑ گیا پھر دوسرے سرداروں سے مشورہ کیا اور سب کی رائے یہ ہوئی کہ وہ یہاں سے حضور (ص) کے آنے سے پہلے چلے جائیں۔

اسی دوران ایک قافلہ جو کہ ابو قیس کی قیادت میں مدینہ کی طرف جا رہا تھا وہاں سے گزرا، ابو سفیان نے اس کو یہ پیغام دیا کہ حضور (ص) کہنا کہ ہم ان کی بیخ کنی کیئے بغیر مکہ نہیں جائیں گے۔ اس میں اس کی مصلحت یہ تھی کہ وہ تعاقب سے بچ جائے۔ انہوں نے اس کا پیغام حضور (ص) کو پہنچا یا۔ اور وہ آگے بڑھ گیا۔ کچھ مورخین نے لکھا ہے اس کے لیئے اس کو ابو سفیان نے کچھ رقم بھی دی تھی تاکہ وہ قریش کی طاقت کو بڑھا چڑھا کر پیش کر دے اور حضور (ص) تعاقب سے باز رہیں۔ اتنے میں مخبروں نے خبر دی کہ کفار فرار ہو چکے ہیں۔ اس خبر کو سن کر حضور (ص) نے فرمایا کہ ”مجھے قسم ہے اس ذاتِ پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر وہ ادھر کا قصد کرتے تو عذاب الہی ان پر نازل ہو جاتا اور وہ نشان زدہ پتھر تیار ہو چکے تھے جن پر ان کے نام لکھے گئے تھے“ اس کے بعد حضور (ص) مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ اور رات کو اس مسجد میں قیام فرمایا جہاں وہ ہمیشہ قیام فرمایا کرتے تھے کیونکہ یہ ان کی سنت تھی کہ وہ رات کو مدینہ شریف میں داخل نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ صبح کو نماز سے فارغ ہوئے کے بعد داخل ہوتے تھے۔ سب سے پہلے اپنی سنتِ مبارکہ کے مطابق حضرت فاطمہ (رض) کے حجرے پر تشریف لائے۔ اور انہوں نے اپنے والد کو دیکھ کر سکون کا سانس لیا۔ باقی آئندہ

بشکریہ عالمی خبریں ڈاٹ کام